قادیانی مُردہ

مُسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

سوال۔

کیا فرماتے ہیں

علماء کرام اس سلسلہ میں کہ بعض دفعہ قادیانی اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کردیتے ہیں۔ اور پھر مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ان کو نکالا جائے۔ تو کیا قادیانی کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ اور مسلمانوں کے اس طرز عمل کا کیا جواز ہے؟

السائل

ملک بشیر احمد، ملتان

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وسلامٌ على عباده الذين اصطفى

قادیانی غیر مسلم اور زندیق ہیں۔ ان پر مرتدین کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ کسی غیر مسلم کی نماز جنازہ جائز نہیں، چنانچہ قرآن کریم میں اس کی صاف ممانعت موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿ولا تصلِّ على أحد منهم مات أبدًا ولا تقم على قبره، إنهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون﴾

(التوبة: ٨٤)

اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جاوے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر، وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مر گئے نافرمان۔

(۱) ... ۸۴ ترجمہ حضرت شیخ الہند")

اسی طرح کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں، جیسا کہ آیت کریمہ کے الفاظ " ولا تقم علیٰ قبرہ " سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے قبرستان، ہمیشہ الگ الگ رہے۔ پس کسی مسلمان کے اسلامی حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ علامہ سعدالدین مسعود بن عمربن عبداللہ التفتازانی (المتوفی ۷۹۱ھ) "شرح مقاصد" میں لکھتے ہیں کہ اگر ایمان دل و زبان سے تصدیق کرنے کا نام ہو تو اقرار رکن ایمان ہوگا۔ اور ایمان تصدیق مع الاقرار کو کہا جائے گا۔ لیکن اگر ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہو۔

فإن الإقرار حينئذٍ شرط لإجراء الأحكام عليه فى الدنيا من الصلاة عليه وخلفه. والدفن فى مقابر المسلمين والمطالبة بالعشور والزكاة ونحو ذلك

(شرح المقاصد ص۲۴۸ ج۲)

تو اقرار اس صورت میں، اس شخص پر دنیا میں اسلام کے احکام جاری کرنے کے لئے شرط ہوگا۔ یعنی اس کی نماز جنازہ پڑھنا، اس کے پیچھے نماز پڑھنا۔ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، اس سے زکوٰۃ و عشر کا مطالبہ کیا جانا۔ اور اس طرح کے دیگر امور۔

(شرح المقاصد (ج ۲۔ ص ۲۴۸) مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ۔ لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی ان اسلامی حقوق میں سے ایک ہے جو صرف مسلمان کے ساتھ خاص ہیں، اور یہ کہ جس طرح کسی غیر مسلم کی اقتدا میں نماز جائز نہیں۔ اس کی نماز جنازہ جائز نہیں، اور اس سے زکوٰۃ اور عشر کا مطالبہ درست نہیں، ٹھیک اسی طرح کسی غیر مسلم مردے کو مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ دینا بھی جائز نہیں۔ اور یہ کہ یہ مسئلہ تمام امت مسلمہ کا متفق علیہ اور مسلمہ مسئلہ ہے۔ جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ چنانچہ ذیل میں مذاہب اربعہ

کی مستند کتابوں سے اس مسئلہ کی تصریحات نقل کی جاتی ہیں۔ واللہ الموفق۔

فقہ حنفی

شیخ زین الدین ابن نجیم المصری (المتوفی ۹۷۰ھ) "الاشباہ والنظائر" کے فن اول قاعدہ ثانیہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

قال الحاكم فی الكافی من كتاب التحرّی: "وإذا اختلط موتی المسلمين وموتی الكفّار فمن كانت عليه علامة المسلمين صلی عليه ومن كانت عليه علامة الكفّار ترك، فإن لم تكن عليهم علامة والمسلمون أكثر غسلوا وكفنوا وصلی عليهم وينوون بالصلاة والدعاءِ للمسلمين دون الكفّار ويدفنون فی مقابر المسلمين وإن كان الفريقان سواء أو كانت الكفّار أكثر لم يصل عليهم ويغسلون ويكفنون ويدفنون فی مقابر المشركين"

(الأشباه والنظائر ج۱ ص۱۵۲)

امام حاکم "الکافی" کی کتاب التحری میں فرماتے ہیں: اور جب مسلمان اور کافر مردے خلط ملط ہو جائیں تو جن مردوں پر مسلمانوں کی علامت، ہوگی انکی نماز جنازہ پڑھی جائیگی اور جن پر کفار کی علامت ہوگی انکی نماز جنازہ نہیں ہوگی۔

اور اگر ان پر کوئی شناختی علامت نہ ہو تو اگر مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو تو سب کو غسل و کفن دے کر ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اور نیت

یہ کی جائے گی کہ ہم صرف مسلمانوں پر نماز پڑھتے اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور ان سب کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ اور اگر دونوں فریق برابر ہوں یا کافروں کی اکثریت ہو تو ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ ان کو غسل دکفن دیکر غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

(الاشباہ والنظائر ج ۱ ص ۱۵۲) (نیز دیکھئے: "نفع المفتی والسائل" از مولانا عبدالحی لکھنوی (المتوفی ۱۳۰۴ھ) اواخر کتاب الجنائز)

مندرجہ بالا مسئلہ سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان اور کافر مردے مختلط ہو جائیں اور مسلمانوں کی شناخت نہ ہو سکے تو اگر دونوں فریق برابر ہوں۔ یا کافر مردوں کی اکثریت ہو تو اس صورت میں مسلمان مردوں کو بھی اشتباہ کی بناء پر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہ ہو گا اسی سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ جو مردہ قطعی طور پر غیر مسلم، مرتد قادیانی ہو اس کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بدرجہ اولیٰ جائز نہیں، اور کسی صورت میں بھی اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

نیز "الاشباہ" فن ثانی، کتاب السیر، باب المرتد کے ذیل میں لکھتے ہیں:

وإذا مات أو قتل على ردته لم يدفن في مقابر المسلمين ولا أهل ملّة وإنما يلقى في حفرة كالكلب

(الأشباه والنظائر ج۱-ص۲۹۱)

اور جب مرتد مر جائے یا ارتداد کی حالت میں قتل کر دیا جائے تو اس کو نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، اور نہ کسی اور ملت کے قبرستان میں بلکہ اسے کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔

(الاشباہ والنظائر (ج ۱۔ ص ۲۹۱) مطبوعہ ادارۃ القرآن دارالعلوم الاسلامیہ کراچی)

مندرجہ بالا جزئیہ قریباً تمام کتب فقہیہ میں کتاب الجنائز اور کتاب السیر "باب المرتد" میں ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً درمختار میں ہے۔

أمّا المرتدّ فيلقى في حفرة كالكلب

لیکن مرتد کو کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔
علامہ محمد امین ابن عابدین شامیؒ اس کے ذیل میں لکھتے ہیں:

ولا يغسل ، ولا يكفن ولا يدفع إلى من انتقل إلى دينهم بحر - عن الفتح

(رد المحتار ج۲- ص۲۳۰ مطبوعہ کراتشی)

یعنی نہ اسے غسل دیا جائے۔ نہ کفن دیا جائے۔ نہ اسے ان لوگوں کے سپرد کیا جائے جن کا مذہب اس مرتد نے اختیار کیا۔
(ردالمحتار (ج ۲۔ ص ۲۳۰) مطبوعہ، کراچی)

قادیانی چونکہ زندیق اور مرتد ہیں اس لئے اگر کسی کا عزیز قادیانی مرتد ہو جائے تو نہ اسے غسل دے، نہ کفن دے، نہ اسے مرزائیوں کے سپرو کرے۔ بلکہ گڑھا کھود کر اسے کتے کی طرح اس میں ڈال دے۔ اسے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ بلکہ کسی اور مذہب وملت کے قبرستان یا مرگھٹ مثلاً یہودیوں کے قبرستان اور نصرانیوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں۔

مالکی مذہب

قاضی ابو بکر محمد بن عبداللہ المالکی الاشبیلی المعروف بابن العربی (المتوفی ۵۴۳ھ) سورۃ الاعراف کی آیت ۱۷۲ کے تحت متاولین کے کفر پر گفتگو کرتے ہوئے "قدریہ" کے بارے میں لکھتے ہیں:

اختلف علماء المالكية في تكفيرهم على قولين:

فالصريح من أقوال مالك تكفيرهم

علمائے مالکیہ کے ان کی تکفیر میں دو قول ہیں۔ چنانچہ امام ملک کے اقوال سے صاف طور پر ثابت ہے کہ وہ کافر ہیں۔
آگے دوسرے قول (عدم تکفیر) کی تضعیف کرنے کے بعد امام مالکؒ کے

قول پر تفریع کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

فلا يناكحوا، ولا يصلى عليهم، فإن خيف عليهم الضيعة... دفنوا كما يدفن الكلب.
فإن قيل: وأين يدفنون؟ قلنا: لا يؤذى بجوارهم مسلم.

(أحكام القرآن:
مطبوعه بيروت جلد دوم صفحات مسلسل ٨٠٢)

پس نہ ان سے رشتہ ناتا کیا جائے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اور اگر ان کا کوئی والی وارث نہ ہو اور ان کی لاش کے ضائع ہونیکا اندیشہ ہو تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے۔
اگر یہ سوال ہو کہ انہیں کہاں دفن کیا جائے؟ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ کسی مسلمان کو ان کی ہمسائیگی سے ایذا نہ دیجائے۔ یعنی مسلمانوں کے قبرستان میں انہیں دفن نہ کیا جائے۔
(احکام القرآن۔ مطبوعہ بیروت جلد دوم صفحات مسلسل ٨٠٢)

فقہ شافعی

الشیخ الامام جمال الدین ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الشیرازی الشافعی (المتوفی ٤٧٦ھ) اور امام محی الدین یحی بن شرف النووی (المتوفی ٦٧٦ھ) لکھتے ہیں

قال المصنف رحمه الله ولا يدفن كافر في مقبرة المسلمين ولا مسلم في مقبرة الكفار.

الشرح: اتفق أصحابنا رحمهم الله على أنه لا يدفن مسلم في مقبرة كفار ولا كافر في مقبرة مسلمين ولو ماتت ذمية حامل بمسلم ومات جنينها في

جوفها ففيه أوجه (الصحيح) أنها تدفن بين مقابر المسلمين والكفار ويكون ظهرها إلى القبلة لأن وجه الجنين إلى ظهر أمه هكذا قطع به ابن الصباغ والشاشي وصاحب البيان وغيرهم وهو المشهور

(شرح مهذب ج۵- ص۲۸۵ مطبوعه بیروت)

ترجمہ :- مصنف فرماتے ہیں۔ "اور نہ دفن کیا جائے کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں، اور نہ کسی مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں"

شرح :- اس مسئلہ میں ہمارے اصحاب (شافعیہ) کا اتفاق ہے کہ کسی مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں اور کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی ذمی عورت مرجائے۔ جو اپنے مسلمان شوہر سے حاملہ تھی۔ اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مرجائے تو اس میں چند وجہیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں اور کافروں کے قبرستان کے درمیان الگ دفن کیا جائے گا اور اس کی پشت قبلہ کی طرف کی جائے گی۔ کیوں کہ پیٹ کے بچے کا منہ اس کی ماں کی پشت کی طرف ہوتا ہے۔ ابن الصباغ، شاشی، صاحب البیان اور دیگر حضرات نے اسی قول کو جزماً اختیار کیا ہے اور یہی ہمارے مذہب کا مشہور قول ہے۔

فقہ حنبلی

الشیخ الامام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی (المتوفی ۶۲۰ھ) المغنی میں۔ اور امام شمس الدین ابو الفرج عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی (المتوفی ۶۸۲ھ) الشرح الکبیر میں لکھتے ہیں:

مسألة: قال: وإن ماتت نصرانية وهي حاملة من مسلم دفنت بين مقبرة المسلمين ومقبرة النصارى،

اختار هذا أحمد لأنها كافرة لا تدفن فى مقبرة المسلمين فيأذوا بعذابها ولا فى مقبرة الكفار لأن ولدها مسلم فيتأذى بعذابهم وتدفن منفردة مع أنه روى عن واثلة بن الأصقع مثل هذا القول وروى عن عمر أنها تدفن فى مقابر المسلمين، قال ابن المنذر لا يثبت ذلك ، قال أصحابنا: ويجعل ظهرها إلى القبلة على جانبها الأيسر ليكون وجه الجنين إلى القبلة على جانبه الأيمن لأن وجه الجنين إلى ظهرها

(المغنى مع الشرح الكبير ج۲- ص۴۲۳
مطبوعه بيروت ۱۴۰۳ھ)

ترجمہ۔ اور اگر نصرانی عورت جو اپنے مسلمان شوہر سے حاملہ تھی مر جائے تو اسے (نہ تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ اور نہ نصاریٰ کے قبرستان میں، بلکہ) مسلمانوں کے قبرستان اور نصاریٰ کے قبرستان کے درمیان الگ دفن کیا جائے امام احمدؒ نے اسکو اسلئے اختیار کیا ہے کیونکہ وہ عورت تو کافر ہے۔ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا کہ اس کے عذاب سے مسلمان مردوں کو ایذا ہو۔ اور نہ اسے کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا کیوں کہ اس کے پیٹ کا بچہ مسلمان ہے۔ اسے کافروں کے عذاب سے ایذا ہوگی۔ اس لئے اس کو الگ دفن کیا جائے گا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے اسی قول کی مثل مروی ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ ایسی عورت کو مسلمانوں کے قبرستان

میں دفن کیا جائے گا۔ ابن المنذر کہتے ہیں۔ کہ یہ روایت حضرت عمر
؄ سے ثابت نہیں۔
ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اس نصرانی عورت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر
اس کی پشت قبلہ کی طرف کی جائے۔ تا کہ بچے کا منہ قبلہ کی طرف رہے
اور وہ داہنی کروٹ پر ہو۔ کیوں کہ پیٹ میں بچے کا چہرہ عورت کی
پشت کی طرف ہوتا ہے۔

(المغنی مع الشرح الکبیر (ج ۲۔ ص ۴۲۳) مطبوعہ بیروت ۱۴۰۳ھ)

مندرجہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ یہ شریعت اسلامی کا متفق علیہ اور مسلم مسئلہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا۔ شریعت اسلامی کا یہ مسئلہ اتنا صاف اور واضح ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی تحریروں میں اس کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ جھوٹے مدعیانِ نبوت کے بارے میں مرزا نے لکھا ہے۔

"حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان کی نسبت بے سرو پا حکایتیں لکھی گئی ہیں۔ وہ حکایتیں اسوقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعوی پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی اور یہ اصرار کیوں کر ثابت ہو سکتا ہے جب تک اسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ افتراء اور جھوٹے دعوی نبوت پر مرے۔ اور ان کا کسی اس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیے گئے"۔

(تحفۃ الندوہ ص ۷ روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۹۵ مطبوعہ لندن)

اسی رسالہ میں آگے چل کر لکھا ہے:

"پھر حافظ صاحب کی خدمت میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرے توبہ کرنے کے لئے صرف اتنا کافی نہ ہو گا کہ بفرض محال کوئی کتاب الہامی مدعی نبوت کی نکل آوے۔ جس کو وہ قرآن شریف کی طرح (جیسا کہ میرا دعوی ہے) خدا کی ایسی وحی کہتا ہو۔ جسکی صفت میں لاریب ہے۔ جیسا کہ میں کہتا ہوں۔ اور پھر یہ بھی ثابت ہو جائے کہ وہ بغیر توبہ کے

مرا اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں اس کو دفن نہ کیا"۔

(تحفۃ الندوہ ص ۱۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ص ۹۹۔ ۱۰۰، مطبوعہ لندن)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دونوں عبارتوں سے تین باتیں واضح ہوئیں:

ایک یہ کہ جھوٹا مدعی نبوت کافر و مرتد ہے، اسی طرح اس کے ماننے والے بھی کافر و مرتد ہیں۔ وہ کسی اسلامی سلوک کے مستحق نہیں۔

دوم یہ کہ کافر و مرتد کی نماز جنازہ نہیں۔ اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔

سوم یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت کا دعوی ہے۔ اور وہ اپنی شیطانی وحی کو نعوذ باللہ قرآن کریم کی طرح سمجھتا ہے۔

پس اگر گزشتہ دور کے جھوٹے مدعیان نبوت اس کے مستحق ہیں کہ ان کو اسلامی برادری میں شامل نہ سمجھا جائے، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے تو مرزا غلام احمد قادیانی (جس کا جھوٹا دعوی نبوت اظہر من الشمس ہے) اور اس کی ذریت خبیثہ کا بھی یہی حکم ہے کہ نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے، اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیا جائے۔

رہا یہ سوال کہ اگر قادیانی چپکے سے اپنا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑ دیں تو اس کا کیا کیا جائے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ علم ہو جانے کے بعد اس کا اکھاڑنا واجب ہے اور اس کی چند وجہیں ہیں۔

اول یہ کہ مسلمانوں کا قبرستان مسلمانوں کی تدفین کے لئے وقف ہے۔ کسی غیر مسلم کا اس میں دفن کیا جانا "غصب" ہے۔ اور جس مردہ کو غصب کی زمین میں دفن کیا جائے اس کا نبش (اکھاڑنا) لازم ہے۔ جیسا کہ کتب فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ کیوں کہ کافر و مرتد کی لاش، جبکہ غیر محل میں دفن کی گئی ہو۔ لائق احترام نہیں۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ میں باب باندھا ہے۔ "باب ہل نبش قبور مشرکی الجاھلیۃ" الخ اور اس کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے کہ مسجد نبوی کے لئے جو جگہ خریدی گئی اس میں کافروں کی قبریں تھیں۔

«فأمر النبی ﷺ بقبور المشركين فنشبت»
(صحیح بخاری صـ۶۱ ج۱)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم فرمایا، چنانچہ وہ اکھاڑ دی گئیں۔

حافظ ابن حجرؒ، امام بخاریؒ کے اس باب کی شرح میں لکھتے ہیں:

أی دون غيرها من قبور الأنبياء وأتباعهم لما في ذلك من الإهانة لهم بخلاف المشركين فإنهم لا حرمة لهم.

یعنی مشرکین کی قبروں کو اکھاڑا جائے گا۔ انبیاء کرام اور ان کے متبعین کی قبروں کو نہیں۔ کیونکہ اس میں ان کی اہانت ہے بخلاف مشرکین کے، کہ ان کی کوئی حرمت نہیں۔

(فتح الباری (ج ۱۔ ص ۵۲۴) مطبوعہ دار النشر لاہور)

حافظ بدر الدین عینی اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

(فإن قلت) كيف يجوز إخراجهم من قبورهم والقبر مختص بمن دفن فيه فقد حازه فلا يجوز بيعه ولا نقله عنه.

(قلت) تلك القبور التی أمر النبی ﷺ بنبشها لم تكن أملاكا لمن دفن فيها بل لعلها غصبت فلذلك باعها ملاكها وعلى تقدير التسليم إنها حُبست فليس بلازم إنما اللازم تحبيس المسلمين لا الكفار ولهذا قالت الفقهاء إذا دفن المسلم فی

أرض مغصوبة يجوز إخراجه فضلا عن المشرك

اگر کہا جائے کہ مشرک و کافر مردوں کو ان کی قبروں سے نکالنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ جب کہ قبر، مدفون کے ساتھ مختص ہوتی ہے۔ اس لئے نہ اس جگہ کو بیچنا جائز ہے اور نہ مردہ کو وہاں سے منتقل کرنا جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قبریں جن کے اکھاڑنے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا غالباً دفن ہونے والوں کی ملک نہیں تھیں، بلکہ وہ جگہ غصب کی گئی تھی، اس لئے مالکوں نے اس کو فروخت کر دیا۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ یہ جگہ ان مردوں کے لئے مخصوص کر دی گئی تھی تب بھی یہ لازم نہیں کیونکہ مسلمانوں کا قبروں میں رکھنا لازم ہے کافروں کا نہیں۔ اسی بناء پر فقہاء نے کہا ہے کہ جب مسلمان کو غصب کی زمین میں دفن کر دیا گیا ہو تو اس کا نکالنا جائز ہے چہ جائیکہ کافر و مشرک کا نکالنا۔

(عمدۃ القاری ص ۱۷۹ ج ۲)

پس جو قبرستان کہ مسلمانوں کے لئے وقف ہے۔ اس میں کسی قادیانی کو دفن کرنا اس جگہ کا غصب ہے، کیوں کہ وقف کرنے والے نے اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کیا ہے۔ کسی کافر و مرتد کو اس وقف کی جگہ میں دفن کرنا غاصبانہ تصرف ہے۔ اور وقف میں ناجائز تصرف کی اجازت دینے کا کوئی شخص بھی اختیار نہیں رکھتا۔ بلکہ اس ناجائز تصرف کو ہر حال میں ختم کرنا ضروری ہے اس لئے جو قادیانی، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا ہو اس کو اکھاڑ کر اس غصب کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ اور اگر مسلمان اس تصرف بے جا اور غاصبانہ حرکت پر خاموش رہیں گے۔ اور اس غصب کے ازالہ کی کوشش نہیں کریں گے تو سب گنہگار ہوں گے۔ اور اس کی مثال بالکل ایسی ہو گی کہ جو جگہ مسجد کے لئے وقف ہو اس میں گرجا اور مندر بنانے کی اجازت دے دی جائے۔ یا اگر اس جگہ پر غیر مسلم قبضہ کر کے اپنی عبادت گاہ تعمیر کر لیں تو اس ناجائز تصرف اور غاصبانہ قبضہ کا ازالہ مسلمانوں پر فرض ہو گا۔ اسی طرح مسلمانوں کے قبرستان میں، جو کہ مسلمانوں کے لئے وقف ہے۔ اگر غیر مسلم قادیانی ناجائز تصرف اور غاصبانہ قبضہ کر لیں تو اس کا ازالہ بھی واجب ہو گا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا مسلمان مردوں کے لئے ایذا کا سبب ہے۔ کیوں کہ کافر اپنی قبر میں معذب ہے اور اس کی قبر محل لعنت و غضب ہے۔ اس کے عذاب سے مسلمانوں مردوں کو ایذا ہوگی۔ اس لئے کسی کافر کو مسلمانوں کے درمیان دفن کرنا جائز نہیں، اور اگر دفن کر دیا گیا ہو تو مسلمانوں کو ایذا سے بچانے کے لئے اس کو وہاں سے نکالنا ضروری ہے۔ اس کی لاش کی حرمت کا نہیں۔ اور مسلمان مردوں کی حرمت کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ امام ابو داودؒ نے کتاب الجہاد "باب النہی عن قتل من اعتصم بالسجود" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

أنا بریء من كل مسلم يقيم بين أظهر المشركين،

قالوا: يا رسول الله! لم؟ قال لا ترايا نارهما.

میں بری ہوں ہر اس مسلمان سے، جو کافروں کے درمیان مقیم ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ فرمایا، دونوں کی آگ ایک دوسرے کو نظر نہیں آنی چاہئے۔

(ابو داود ص ۳۵۶ ج ۱)

نیز امام ابو داودؒ نے آخر۔ کتاب الجہاد "باب فی الاقامتہ بارض الشرک" میں یہ حدیث نقل کی ہے:

من جامع المشرك وسكن معه فإنّه مثله

جس شخص نے مشرک کے ساتھ سکونت اختیار کی وہ اسی کی مثل ہو گا۔

(ابو داود ص ۲۹ ج ۲)

پس جب کہ دنیا کی عارضی زندگی میں کافر و مسلمان کی اکٹھی سکونت کو گوارا نہیں فرمایا گیا تو قبر کی طویل ترین زندگی میں اس اجتماع کو کیسے گوارا کیا جا سکتا ہے، تیسری وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان کی زیارت اور ان کے لئے دعاو استغفار کا حکم ہے جبکہ کسی کافر کے لئے دعاو استغفار اور ایصال ثواب جائز نہیں۔ اس لئے لازم ہوا کہ کسی کافر کی قبر

مسلمانوں کے قبرستان میں نہ رہنے دی جائے، جس سے زائرین کو دھوکہ لگے۔ اور وہ کافر مردوں کی قبر پر کھڑے ہو کر دعاء و استغفار کرنے لگیں۔

حضرات فقہاء نے مسلم و کافر کے امتیاز کی یہاں تک رعایت کی ہے کہ اگر کسی غیر مسلم کا مکان مسلمانوں کے محلے میں ہو تو اس پر علامت کا ہونا ضروری ہے کہ یہ غیر مسلم کا مکان ہے تاکہ کوئی مسلمان وہاں کھڑا ہو کر دعا و سلام نہ کرے۔ جیسا کہ کتاب "السیر باب احکام اہل الذمہ" میں فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ کسی غیر مسلم کو خصوصاً کسی قادیانی مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ اور اگر دفن کرایا گیا ہو تو اس کا اکھاڑنا اور مسلمانوں کے قبرستان کو اس مردار سے پاک کرنا ضروری ہے۔